Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 2 Issue 1, Spring 2022
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

تکریم انسانیت: اسلام اور ہندو مت کا مطالعہ

Title: **Respect for Humanity: The Study of Islam and Hinduism**

Author (s): Usman Abbas[1], Hafiz Zahid Latif [2]

Affiliation (s):
[1]University of Engineering & Technology, Lahore.
[2]University of Engineering & Technology, Lahore

DOI: https://doi.org/10.32350/mift.21.04

History: Received: Jan 09, 2022, Revised: Mar 06, 2022, Accepted: April 21, 2022, Available Online: June 25, 2022

Citation: Abbas, Usman and Hafiz Zahid Latif. "Respect for Humanity: The Study of Islam and Hinduism." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 2, no.1 (2022): 39−52. https://doi.org/10.32350/mift.21.04

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

UMT

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

تکریم انسانیت: اسلام اور ہندومت کا مطالعہ

Respect for Humanity: The Study of Islam and Hinduism

Usman Abbas

Ph.D. scholar, University of Engineering & Technology, Lahore

Hafiz Zahid Latif

Associate Professor, University of Engineering & Technology, Lahore

Abstract

Allah Almighty has created man with honor, respect and reverence and taught us to treat others similarly. Every religion has laid down its own set of rules for respecting humanity. In addition, it is essential that humans must respect other humans. When a child gain consciousness after birth, he/she associate and adapts to a particular religion of their parents or through their environment. The fundamental principles of that religion are very essential to him/her in conducting and regulating matters of life. Due to this reason, mankind learns the teachings of his religion and try to incorporate those in their lives as laws and legislations. In this paper, we are going to compare and contrast the teachings of Islam (a monotheistic religion) and Hinduism (a polytheistic religion) in terms of respecting humanity. Where Islam preach concepts like equality among human beings, fair distribution of inheritance, rights of humans superseding over the rights of Allah, women rights and the concept of salvation etc. On the contrary, Hinduism endorses division of caste, recognizing *Brahmans* as sacred, cruelty to *Shudras*, the concept of metempsychosis and inequitable distribution of inheritance etc. This paper aims to study the disparities in minute detail.

Keywords: Humanity, Respect, Dignity, Islam, Hinduism

۱. تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عزت، احترام اور تکریم والا بنایا ہے۔ انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے باقی تمام مخلوقات کو مسخر کیا ہے، ایک انسان کے لیے دوسرے انسان کی طرف سے بھی عزت، تکریم اور شرف کے اصول اور ضابطے مقرر کیے ہیں، جن پر عمل پیرا ہونا انسان کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے، انسان پیدائش کے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو وہ اپنے والدین اور ماحول کے مطابق کسی نہ کسی مذہب سے منسلک ہوتا ہے اس مذہب کے اصول وضوابط خواہ وہ زندگی کے کسی بھی شعبہ سے متعلق ہوں اس کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اسی اعتبار سے انسان اپنے اس مذہب کی تعلیمات حاصل کرتا ہے اور پھر ان کو بطور قانون اپنانے کی کوشش بھی کرتا ہے اس مذہب میں موجود ایک انسان کے دوسرے انسان کے لیے حقوق، قواعد، ضوابط اور اخلاقی نظام بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے جس کے مطابق اس انسان نے عمل کرکے دوسرے انسان کا خیال رکھنا ہوتا ہے اس کو اصطلاح میں تکریم انسانیت کہا جاتا ہے۔ اس بحث میں ہم اسلام اور ہندومت میں موجود تکریم انسانیت سے متعلق تعلیمات کا مطالعہ کریں گے۔

۲. تکریم کی وضاحت

۲.۱ لغوی وضاحت

یہ باب تفعیل سے مصدر ہے اس کا مادہ "ک ر م" ہے اور یہ دو معنوں پر دلالت کرتا ہے: (۱) کسی چیز کا بذاتِ خود معزز ہونا جیسے مثال دی جاتی ہے کہ "رجل کریم" معزز آدمی۔ (۲) ہار، قلادہ اور منظوم چیز کو بھی کہتے ہیں جیسے انگور کی بیل کو بھی کہا جاتا ہے "العنب کرم" کیوں کہ اس

کی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اور ایک منظم انداز میں پروئی ہوتی ہیں۔[1] لیکن ہمارے موضوع میں جو تکریم لفظ ہے وہ پہلی قسم سے ہے کہ کسی انسان کا معزز ہونا اور لائقِ تکریم ہونا۔ **امام جوہریؒ فرماتے ہیں:** تکریم اور اکرام دونوں کا ایک ہی مطلب ہے یعنی اس سے مراد عزت اور شرف ہی ہے۔[2] الکریم اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک عظیم صفت بھی ہے۔ جس کی بہترین وضاحت امام غزالی نے فرمائی ہے: "الکریم وہ ذات ہے کہ وہ قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دیتا ہے، جب وہ وعدہ کرتا ہے تو وعدہ پورا کرتا ہے۔ جب وہ عطا کرتا ہے تو انسان کی اُمید کی انتہا سے بھی زیادہ عطا کرتا ہے، اس کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کس کو کتنا اور کیا عطا کرنا ہے، اگر اس کے غیر کی طرف اپنی ضرورت لے کر جایا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے، وہ وسائل سے غنی ہے یعنی اس کو وسائل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جس میں یہ تمام صفات بغیر کسی تکلف کے جمع ہوں تو وہ کریم مطلق ہو گا اور وہ صرف اللہ ہی ہے۔"[3]

۲.۲ تکریم اور انسانیت

تکریم اور انسانیت دو علیحدہ علیحدہ لفظ ہیں لیکن ان دونوں کو جوڑنے سے ایک اصطلاح وجود میں آتی ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے: امام قرطبی فرماتے ہیں: تکریم انسانیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو شرف و فضیلت عطا کیا ہے اور جس شرف و فضیلت کو اس کی شخصیت کے لائق بنایا ہے اور یہ شرف و فضیلت مال سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔[4] **امام طبری فرماتے ہیں:** "تکریم انسانیت سے مراد وہ برتری اور فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو دیگر مخلوقات پر عطا کی ہے اور باقی مخلوقات کو اس کے لیے مسخر کر دیا ہے"۔[5] **امام ابن کثیر فرماتے ہیں:** "تکریم انسانیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کان، آنکھیں اور دِل عطا کر کے اس کو بہترین اور کامل مخلوق بنایا ہے، ان اعضاء کے ساتھ انسان غور و فکر اور تدبر کرے اور ان سے فائدہ حاصل کرے اور ان کے ذریعے انسان چیزوں کے درمیان دینی اور دنیاوی نفع و نقصان کی پہچان حاصل کرے"۔[6] **امام ابو حیان فرماتے ہیں:** "تکریم انسانیت سے مراد یہ ہے کہ انسان کو عزت اور شرف والا بنانا یعنی اس کو تمام محاسن سے متصف کرنا۔"[7]

مذکورہ بالا تعریفوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تکریم انسانیت کو بنیادی طور پر تین مختلف جہات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

۲.۳ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی تکریم

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھی صفات عطا کی ہیں بالخصوص سمع و بصر اور دل جیسے اعضاء عطا کیے ہیں، دیگر مخلوقات کو انسان کے لیے مسخر کیا ہے تاکہ انسان ان سے فوائد حاصل کر سکے۔ اسی طرح اس میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے انبیاء کرام بھی معبوث فرمائے ہیں۔ یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی عزت اور تکریم کے لیے ہیں۔

---

[1] القزوینی، احمد بن فارس، ابو الحسین، **مقاییس اللغۃ** (دار الفکر، بیروت، ۱۹۷۰ء) ۵:۱۷۲-۱۷۱۔

[2] الجوھری، اسماعیل بن حماد، ابو نصر، **الصحاح تاج اللغۃ و صحاح العربیۃ** (دار العلم، بیروت، ۱۹۸۷ء) ۵:۲۱-۲۰۔

[3] الغزالی، محمد بن محمد، ابو حامد، **المقصد الاسنیٰ** (مکتبۃ الجفان والجابی، قبرص، ۱۹۸۷ء) ۱۱۷۔

[4] القرطبی، محمد بن احمد، ابو عبد اللہ، **الجامع لاحکام القرآن** (دار الکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۹۶۴ء) ۹:۲۹۳۔

[5] الطبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، **جامع البیان عن تاویل آی القرآن** (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۶ء) ۱۵:۸۵۔

[6] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابو الفداء، **تفسیر القرآن العظیم** (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۱۲ھ) ۳:۵۵۔

[7] ابو حیان، محمد بن یوسف، الاندلسی، **البحر المحیط** (دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۰ھ) ۶:۵۸۔

۲.۴ انسان کی طرف سے اپنی ذات کی تکریم

اس سے مراد یہ ہے کہ انسان علم و معرفت، اطاعت و عبادات اور دیگر عوامل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اپنی عزت و تکریم کو برقرار رکھے۔

۲.۵ انسان کی طرف سے دوسرے انسان کی تکریم

اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی طرف سے دوسرے انسان کی عزت و احترام اور تکریم کرنا، اچھے اخلاق سے پیش آنا، آپس میں حقوق کا خیال رکھنا، کسی کے مال، عزت اور جان کے درپے نہ ہونا۔ ہماری اس بحث میں بھی ان تینوں جہات میں سے آخری جہت مراد ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کی کیسے عزت و تکریم کرنے اور مذاہب میں اس بارے میں کیا تعلیمات موجود ہیں۔

۳. تکریم انسانیت اور اسلام

اسلام میں انسان کی عزت، تکریم اور احترام کی تعلیمات موجود ہیں۔ اسلام میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا مکمل نظام بھی موجود ہے، اسلامی تعلیمات میں انسان کی پیدائش سے ہی انسان کو معزز و محترم قرار دیا گیا ہے، اسلام میں نا صرف مسلمانوں کے حقوق موجود ہیں بلکہ غیر مسلموں کے حقوق بھی متعین ہیں، اسی طرح زندہ انسانوں کے حقوق کے ساتھ مردہ انسانوں کے حقوق بھی موجود ہیں جن کی وضاحت ذیل میں پیشِ خدمت ہے۔

۳.۱ بنی آدم کی عمومی تکریم اور فضیلت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ ءَادَمَ وَحَمَلْنَٰهُمْ فِي ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَرَزَقْنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَفَضَّلْنَٰهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا اور یقیناً ہم نے بنی آدم کو عزت اور تکریم بخشی اور ہم نے اس کو خشکی اور پانی میں سواری عطا کی اور ہم نے ان کو کھانے کی پاکیزہ چیزیں دیں اور جو کچھ ہم نے پیدا کیا ہے ان میں سے کثیر مخلوق پر نمایاں فوقیت دی۔[8] اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے بنی آدم یعنی انسان کو بہت سی مخلوق پر واضح عزت، تکریم، برتری اور فوقیت عطا کی ہے اور ہم نے اس کو بر و بحر کی سواریاں اور پاکیزہ رزق بھی مہیا کیا ہے۔

۳.۲ انسان کا اقرارِ تکریم

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَأَمَّا ٱلْإِنسَٰنُ إِذَا مَا ٱبْتَلَىٰهُ رَبُّهُۥ فَأَكْرَمَهُۥ وَنَعَّمَهُۥ فَيَقُولُ رَبِّيٓ أَكْرَمَنِ مگر انسان کا یہ حال ہے کہ جب اس کا پروردگار اسے آزمائش میں ڈالتا ہے اور اسے عزت اور نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی۔[9] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بنی نوع انسان کو جب ہم نے ابتلاء یا آزمائش میں ڈالنے کے بعد سکون، اطمینان، عزت اور تکریم بخشی تو وہ خود اپنی زبان سے اقرار کرتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے عزت عطا فرمائی ہے۔

[8] الاسراء ۱۷: ۷۰۔

[9] الفجر ۸۹: ۱۵۔

۳.۳ حصولِ تکریم کیسے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:إِن تَجۡتَنِبُواْ كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُم مُّدۡخَلا كَرِيما اگر تم بڑے گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تم سے تمہاری چھوٹی برائیاں دور کر دیں گے اور تمہیں باعزت جگہ میں داخلہ عطا کریں گے۔[10] آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف دنیا میں انسان کو باعث عزت اور باعث شرف قرار دیا بلکہ آخرت میں بھی انسان سے عزت، تکریم اور شرف والے معاملہ کا وعدہ فرمایا ہے کہ اگر انسان کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے زندگی دینِ اسلام کے اصولوں کے مطابق بسر کرے گا تو اس کو عزت وتکریم والی جگہ میسر ہوگی۔

۳.۴ شیطان کا اعتراض بھی تکریم انسانیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَإِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلَٰٓئِكَةِ ٱسۡجُدُواْ لِـَٔادَمَ فَسَجَدُوٓاْ إِلَّآ إِبۡلِيسَ قَالَ ءَأَسۡجُدُ لِمَنۡ خَلَقۡتَ طِينا قَالَ أَرَءَيۡتَكَ هَٰذَا ٱلَّذِي كَرَّمۡتَ عَلَيَّ لَئِنۡ أَخَّرۡتَنِ إِلَىٰ يَوۡمِ ٱلۡقِيَٰمَةِ لَأَحۡتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُۥٓ إِلَّا قَلِيلا اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو اُنہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے سجدہ نہ کیا) اس نے کہا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ اِس نے کہا کیا تو نے دیکھا یہ شخص جسے تو نے مجھ پر عزت بخشی یقیناً اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں بہت تھوڑے لوگوں کے سوا اس کی اولاد کو ہر صورت میں جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔"[11] اِس آیت کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا کہا تو ابلیس نے انکار کیا اور پھر اس نے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس (یعنی آدم اور اولادِ آدم) کو مجھ پر فضیلت، برتری، عزت اور تکریم دی گئی ہے۔

۳.۵ حرمتِ خون ومال

سیدنا جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے: اُنہوں نے نبی کریم کا خطبہ حجۃ الوداع کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ "[12] بے شک تمہارے خون، تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسا کہ آج کے دن، اس شہر اور اس ملک کی حرمت ہے خبر دار جاہلیت کے تمام معاملات آج میرے قدم کے نیچے ہیں۔ اِس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے انسان کی جان اور مال کی عزت وتکریم کو اس بلد الامین کے ساتھ اور اس حرمت والے مہینے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے اس مسئلہ کی اہمیت اجاگر کی کہ انسان کی جان ومال کی عزت وتکریم بھی اسی طرح کی جائے جس طرح حرمت والی جگہ اور وقت کی عزت کی جاتی ہے۔

۳.۶ مسلمان کو تکلیف دینے کی ممانعت

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے با آواز بلند فرمایا: يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ، لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ

---

[10] النساء ۴:۳۱۔

[11] الاسراء ۱۷:۶۱، ۶۲۔

[12] مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم** (بیروت: دار الجیل، س۔ن)، رقم: ۱۲۱۸۔

تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ ؛ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ ؛ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ[13] اے زبانی اسلام قبول کرنے والوں اور دل میں ایمان نہ پہنچنے والوں کی جماعت! مسلمانوں کو تکلیف مت دو، ان کو عار مت دلاؤ اور ان کے عیب مت تلاش کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرتا ہے اس کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے خواہ وہ اپنے گھر کے اندر موجود ہو۔ اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف دینے سے منع فرمایا ہے اسی طرح ظاہری تکلیف کے ساتھ باطنی تکلیف یعنی عیوب کی تلاش بسیار سے بھی منع فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس باطنی عیوب کی تلاش پر وعید بھی فرمائی ہے کہ پھر اللہ اس کے عیوب تلاش کرے گا اور اللہ تعالیٰ کوئی چیز مخفی نہیں ہے تو اس سے تکریم انسانیت کا درس ملتا ہے۔

۳.۷ ذمی کو قتل کرنے کی ممانعت

سید عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا[14] جس نے کسی ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے۔ اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے کسی بھی مسلمان کے لیے کسی ذمی (معاہد) کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی اور ساتھ ہی مسلمان کے لیے یہ سخت ترین وعید ہے کہ اس کا مرکز و محور صرف جنت کا حصول ہی ہوتا ہے لیکن اگر کوئی مسلمان کسی ذمی (معاہد) کو قتل کرے گا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں حاصل کر سکے گا تو اس روایت سے کسی مسلمان ملک میں رہائش پذیر غیر مسلم کی عزت و تکریم اور حقوق کا درس ملتا ہے جو کہ اسلام کا خاصہ ہے۔ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ[15] جو کسی معاہد (ذمی) کو بغیر کسی وجہ سے قتل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔ اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے کسی معاہد (ذمی) کو بغیر کسی غلطی، جرم، سزا کے قتل کرنے والے کے لیے جنت کو حرام قرار دے دیا ہے جس سے مسلمان تو مسلمان بلکہ غیر مسلم کی حرمت اور تکریم انسانیت کا درس بھی ملتا ہے۔

۳.۸ اسلامی قوانین جنگ میں تکریم انسانیت کا درس

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی کو کسی لشکر کا امیر مقرر کرتے تو اس کو اللہ سے ڈرنے اور دیگر مسلمانوں سے بھلائی کا درس دیتے اور پھر فرماتے: اغْزُوا بِاسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ، اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَمْثُلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا، وَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ - أَوْ خِلَالٍ - فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكُفَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكُفَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللَّهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ، وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ، فَإِنْ

---

[13] ترمذی، **سنن الترمذی** (مصر: مکتبۃ مصطفی، ۱۹۷۵ء)، رقم ۲۰۳۲۔

[14] البخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح** (مصر: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، رقم ۳۱۶۶۔

[15] ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داود**، (بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، ۲۰۰۹ء)، رقم ۲۷۶۰۔

هُمْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَقَاتِلْهُمْ، وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ، فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ، وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ، وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ، وَلَكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ، وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّكُمْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ، وَذِمَمَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللَّهِ، وَذِمَّةَ رَسُولِهِ، وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ، وَلَكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ، أَمْ لَا ؟[16] اللہ کے نام سے اللہ کے راہ میں جہاد کرو، جو اللہ تعالیٰ سے کفر کرتے ہیں ان سے لڑو، نہ خیانت کرو، نہ بد عہدی کرو، نہ مثلہ کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو اور جب مشرکوں میں سے اپنے کسی دشمن سے ٹکراؤ تو اسے تین باتوں کی طرف بلاؤ، ان میں سے جسے وہ تسلیم کر لیں، اسی کو ان کی طرف سے قبول کر لو اور ان پر حملے سے رک جاؤ، انہیں اسلام کی دعوت دو، اگر وہ مان لیں تو اسے ان کی طرف سے قبول کر لو اور جنگ سے رُک جاؤ، پھر انہیں اپنے علاقے سے مہاجرین کے علاقے میں آجانے کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے لیے وہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں، اگر وہ وہاں سے نقل مکانی کرنے پر انکار کریں تو انہیں بتاؤ کہ پھر وہ بادیہ نشین مسلمانوں کی طرح ہوں گے، ان پر اللہ کا وہی حکم نافذ ہو گا جو مومنوں پر نافذ ہوتا ہے اور مالِ غنیمت اور مال فے میں سے ان کے لیے کچھ نہ ہو گا مگر اس صورت میں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔ اگر وہ انکار کریں تو ان سے جزیے کا مطالبہ کرو اگر وہ تسلیم کر لیں تو ان کی طرف سے قبول کر لو اور جنگ سے رک جاؤ اور اگر وہ انکار کریں تو اللہ سے مدد مانگ کر ان سے لڑائی کرو اور جب تم کسی قلعہ میں رہنے والوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے عہد و پیمان چاہیں تو ان کو اللہ اور رسول کا عہد و پیمان نہ دو بلکہ اپنا اور اپنے ساتھیوں کا عہد و پیمان دو یہ نہ ہو کہ تم اللہ اور رسول کا عہد و پیمان توڑ بیٹھو اور جب قلعہ والے تم سے نیچے اترنے کا عہد و پیمان لیں تو ان کو اللہ اور رسول کا عہد و پیمان نہ دو بلکہ اپنا اور اپنے ساتھیوں کا عہد و پیمان دے کر نیچے اترنے دو کیوں کہ تم کو معلوم نہیں کہ تم ان کے بارے میں اللہ کے صحیح حکم پر پہنچ پاتے ہو یا نہیں۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے لشکر اور امیر لشکر کو جنگ کی مکمل حکمت عملی بتلائی ہے جس میں اہل علاقہ کو اختیارات بھی دیئے گئے ہیں اور ان کو کسی بھی ایک کام یا اختیار پر مجبور کرنے کی بجائے با آسانی ان سے ان کی مرضی کے مطابق قبول کرنے کا حکم بھی دیا ہے ان کو عہد و پیمان کے مطابق امان دینے کے احکامات بھی جاری فرمائے ہیں جو کہ اسلام کا خاصہ ہیں اور یہ تکریم انسانیت کا عمدہ ترین درس ہے۔

۹.۳ مردہ انسانوں کی تکریم کا درس

سیدنا سمرہ بن جندب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ[17] نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیں صدقہ کرنے کی ترغیب دیتے اور لاشوں کو مُثلہ کرنے سے منع فرماتے۔ اِس روایت کے مطابق نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زندہ انسان کی عزت واحترام اور تکریم کی بجائے مردہ کی عزت و تکریم کا حکم فرمایا ہے اور لاش کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور صحابہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر ہمیں ترغیب دیا کرتے تھے کہ یہ کام بالکل نہیں کرنا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا مردہ کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔[18] اِس روایت کے مطابق نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مُردہ انسان کی عزت و تکریم کا لحاظ

---

[16] مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، رقم ۱۷۳۱۔

[17] ابو داؤد، **سنن ابی داود**، رقم: ۲۶۶۷۔

[18] ابو داؤد، **سنن ابی داود**، رقم: ۳۲۰۷۔

رکھتے ہوئے اُس کو زندہ انسان کے مشابہ قرار دیا ہے یعنی جس طرح زندہ انسان کو نقصان پہنچانے پر گُناہ ملتا ہے یا حد کا نفاذ ہوتا ہے اِسی طرح مُردہ اِنسان کو نقصان پہنچانے پر گُناہ ملتا ہے۔

۴. تکریم انسانیت اور ہندومت

ہندومت ایک پرانا تاریخی مذہب ہے اور ان کے مؤرخین کے دعوی کے مطابق یہ قدیم ترین مذہب ہے لیکن اگر ان کی کتب اور تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو اس مذہب کے ہاں لوگوں کی ذات پات کے اعتبار سے طبقات میں تقسیم، ذات پات کی تقسیم کے اعتبار سے سزاؤں میں فرق، نیچ طبقہ شودر پر مظالم کی داستانیں موجود ہیں، اسی طرح ان میں تناسخ ارواح جس کو آواگون اور جونی چکر کہا جاتا ہے اس میں روحوں کا مختلف اور عجیب و ریب شکلوں میں آنا وغیرہ یہ تمام ایسے نظریات ہیں جو انسان کی عزت اور تکریم کے منافی ہیں۔ ان کے نظریات کی وضاحت کے لیے ان کی کتابوں سے ذیل میں عبارات پیش کی جارہی ہیں:

سوامی دھرم تیرتھ لکھتے ہیں:

"دُنیا کے کسی سماج میں انسانوں کے کسی طبقے نے اس قدر مراعات اپنے ارد گرد مرتکز نہیں کیں اور نہ ہی کہیں ایسا طبقہ اشرفیہ کو دیکھنے کو ملا ہے جس نے اپنے مفادات میں محکوموں کو اس بے رحمی سے کچلا ہو جس بے رحمی سے برہمنوں نے اپنے ہم عصروں کی روح کش تذلیل کی ہے وہ بے مثل ہے روئے زمین پر برہمنوں سے زیادہ مغرور اور نسلی تفاخر میں مبتلا ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گا"[19]

سوامی دھرم تیرتھ اصل میں ہندوؤں کے ذات پات کے اعتبار سے چار مشہور طبقات کے بارے میں بتاتے ہوئے برہمن کی عیش و عشرت، برتری، فضیلت، مقام، سہولیات کے بارے میں بتارہا ہے کہ اس طرح کا اعلیٰ اور اشرافیہ طبقہ دیگر معاشروں میں ڈھونڈنے کو بھی نہ ملے گا کہ ایک طبقہ کے لیے ساری سہولیات موجود ہیں جب کہ ایک طبقہ کے لیے مظالم ہی مظالم ہیں یہ رویہ اور نظریہ تکریم انسانیت کے منافی ہے۔

۴.۱ ذات پات کی تقسیم

منو نے طبقاتی ذات پات کے نظام کے بارے میں لکھا ہے: دُنیا کی بہبودی کے لیے اپنے منہ سے، اپنے بازوؤں سے، اپنی رانوں سے اور اپنے پیروں سے برہمن، کھشتری، ویش اور شودر کو پیدا کیا۔[20] اِس اقتباس کے مطابق ذات پات کی تقسیم میں آگے مزید تقسیم موجود ہے کہ برہمن چونکہ اعلیٰ طبقہ ہے اس لیے اس کو منہ سے پیدا کیا گیا، کھشتری کو بازوؤں سے پیدا کیا گیا، ویش کو رانوں سے پیدا کیا گیا اور شودر کو پیروں سے پیدا کیا گیا ہے یہ طبقاتی تقسیم انتہائی خطرناک رویہ اور نظریہ کو پروان چڑھاتی ہے لہذا یہ تکریم انسانیت کے بالکل برعکس ہے۔

۴.۱ ذات پات کی تقسیم کے اعتبار سے ذمہ داریاں

منو مزید لکھتے ہیں: "کائنات کی حفاظت کی غرض سے برہمانے اپنے منہ سے، بازوؤں رانوں اور پاؤں سے پیدا ہونے والوں کو الگ الگ فرائض سونپے ہیں۔ اس نے برہمنوں کے سپرد علم و تدریس، اپنے اور دوسروں کے لیے قربانی دینے، اور خیرات کے لینے اور دینے کا فرض عائد کیا گیا ہے۔

---

[19] سوامی، دھرم تیرتھ، **ہسٹری آف ہندو امپیریل ازم**، (بیتھ بُک ٹرسٹ، ۱۹۴۱ء) ۶۴-۶۳۔

[20] منو، **منو دھرم شاستر** (مترجم: ارشد رازی، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۷ء) باب ا، شلوک ۳۱۔

کشتریوں کو حکم دیا کہ وہ خلقت کی حفاظت کریں۔ نذر یگیہ دیں، تعلیم حاصل کریں اور خود کو نفسانی خواہشات میں غرق ہونے سے بچائیں۔ ویشوں کو مویشیوں کی دیکھ بھال کرنے، عطیات دینے، قربانی کرنے، وید پڑھنے، تجارت کرنے اور کھیتی باڑی کا حکم دیا ہوا۔ قادر مطلق نے شودروں کے لیے صرف ایک پیشہ لکھا کہ وہ تین ذاتوں کی خدمت نہایت عاجزی وانکساری سے کریں۔"[21]

اِس اقتباس کے مطابق برہمانے کائنات کی حفاظت اور مختلف امور کی انجام دہی کے لیے اپنے مختلف اعضاء سے طبقات کی تقسیم کے لحاظ سے چاروں طبقات کو پیدا کیا اور ان کے کام بھی تقسیم کر دیے ہیں کہ ایک طبقہ کے کام دوسرے طبقہ کے لوگ ہر گز نہیں کر سکتے جیسا کہ برہمن کا کام علم و تدریس وغیرہ ہے جبکہ آخری طبقہ شودر کا کام ان اعلیٰ تینوں طبقات کی خدمت کرنا ہے اور خدمت بھی عاجزی وانکساری سے کرنی ہے جس میں ان کو کسی قسم کا کوئی اختیار یا تبدیلی میسر نہ ہو گی۔ یہ نظام اور اس طرح سے پیدائشی و طبقاتی کاموں کی ذمہ داریوں کی ترتیب سراسر انسان کی عزت و تکریم کے لائق نہیں ہے۔

۲.۴ برہمن سے متعلق خصوصی احکامات

ہندو مت میں برہمن کو خصوصی رعایتیں حاصل ہیں اور اس طبقہ کو بڑا معزز تسلیم کیا جاتا ہے جس کی وضاحت ذیل میں پیش خدمت ہے: "سزائے موت کے عوض برہمن کا صرف سر مونڈا جائے گا، لیکن اور ذات کے لوگوں کو سزائے موت دی جائے گی۔ کسی برہمن نے خواہ سارے ہی جرم کیوں نہ کیے ہوں لیکن اسے موت کی سزا نہیں دی جائے گی؛ بادشاہ اسے ملک بدر کر دے، اس کی جائیداد ضبط کر لے لیکن اس کے جسم پر ضرب نہ لگائے۔ کیونکہ برہمن کے قتل سے بڑا جرم کرہ ارض پر کوئی نہیں؛ چنانچہ بادشاہ کو برہمن کے قتل کا خیال بھی ذہن میں نہیں لانا چاہیے۔"[22] اس اقتباس میں برہمن کو خصوصی معزز بنا کر پیش کیا گیا ہے کہ وہ جتنے بھی جرم کر لیں ان کو کسی قسم کی سزا نہیں دی جا سکتی اور کیوں کہ اس سے بڑا دنیا میں کوئی جرم نہیں ہو گا۔ "جو کسی برہمن کو جسمانی ضرب پہنچانے کی محض دھمکی بھی دیتا ہے تو وہ تامسر نامی دوزخ میں سو سال تک بھٹکتا رہتا ہے۔"[23] مہابھارت میں ہے: "برہمن کی ملکیت گائے چرانے، بانجھ گائے یا برہمن کی ملکیت کے دوسرے مویشی چرانے والے (مجرم) کا آدھا پاؤں کاٹ دینا چاہیے۔"[24] اس کے مطابق برہمن کو نہ کوئی دھمکی دی جا سکتی ہے اور نہ ہی ان کی ملکیت میں موجود کسی بھی چیز کو چرایا جا سکتا ہے یا نقصان پہنچایا جا سکتا ہے کیوں کہ ایسا کرنے والے کی دو سزائیں جہنم اور پاؤں کاٹنا بیان ہوئے ہیں۔ "برہمن اگرچہ پنچ کاموں میں ملوث ہوں لیکن ان کا احترام کرنا چاہیے۔"[25] "نشے میں مدہوش برہمن ایسی چیز کھا سکتا ہے جو اس کے لیے حرام ہے۔"[26] "اس عالم میں جو کچھ ہے سب برہمن کی ملکیت ہے۔"[27] "کسی شخص کا خزانہ ملنے کا دعویٰ سچا ہو تو بادشاہ اس کا چھٹا یا بارہواں حصہ لے سکتا ہے۔ لیکن دبا ہوا خزانہ کسی برہمن کو ملتا ہے تو وہ

---

[21] منو، **منو دھرم شاستر**، باب: ۱، شلوک: ۹۱-۸۷۔

[22] **منو دھرم شاستر**، باب ۸۔ شلوک ۳۸۳-۳۷۱۔

[23] **منو دھرم شاستر**، باب ۴۔ شلوک ۱۶۱۔

[24] نارائن، آر۔ کے، **مہابھارت**، (مترجم: نعیم احسن، نگارشات پبلیشرز، لاہور، ۲۰۱۳ء) کتاب دوم: سبھا پرو، ادھیائے ۳۰، شلوک ۴۱۔

[25] **منو دھرم شاستر**، باب ۹، شلوک ۳۱۹۔

[26] **منو دھرم شاستر**، باب ۱۱، شلوک ۹۷۔

[27] **منو دھرم شاستر**، باب ۱، شلوک ۱۰۰۔

حسب خواہش سارا خزانہ رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ جب بادشاہ کو زمین میں چھپایا گیا خزانہ مل جائے تو وہ نصف برہمن کو دے گا اور نصف اپنی ملکیت میں رکھے گا۔"[۲۸]

ان اقتباسات کے مطابق برہمن کو پنچ کاموں میں ملوث ہونے کے باوجود کسی قسم کی سزا نہ ہو گی اسی طرح ان کو ہر چیز کی ملکیت حاصل ہو گی اور باشاہ کو بھی ان سے کوئی چیز لینے کا اختیار حاصل نہ ہو گا۔

۳.۴ شودر پر مظالم

شودر پر مظالم کی داستان بہت عجیب و غریب ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے: "برہمن پورے اعتماد کے ساتھ شودر کے سامان پر وقبضہ کر سکتا ہے۔ کیوں کہ وہ (شودر) جائیداد رکھنے کا مجاز نہیں ہے۔"[۲۹] "اہلیت حاصل ہونے کے باوجود شودر کو مال و دولت جمع نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ شودر دولت جمع کر کے برہمنوں کو تکلیف دیتا ہے۔"[۳۰] "شودر کا مالک اسے آزاد بھی کر دے تو بھی وہ خدمت سے آزاد نہیں ہو سکتا۔"[۳۱] ان اقتباسات میں شودر پر مظالم کی داستان کی گئی ہے کہ شودر نہ ہی اپنی جائیداد بنا سکتا ہے اگر جائیداد بنا بھی لے تو وہ برہمن کے لیے تکلیف کا باعث ہو گی اس لیے اس پر اس کا قبضہ ہو گا اور اسی طرح شودر کو کسی قسم کی آزادی حاصل نہ ہو گی بلکہ وہ غلامی کی زندگی گزارے گا۔ منو شودر پر مظالم کے بارے میں مزید لکھتا ہے: "بھینٹ کے کھانے پر کتے کی نظر پڑ جائے یا اسے نیچی ذات والا (شودر) چھو لے تو رسم بے کار ہو جاتی ہے۔"[۳۲] "شودر جس عضو سے برہمن کو ہتک کرے اس کا وہ عضو کاٹ دیا جائے۔ یہی منو کا فیصلہ ہے ہاتھ یا چھری اُٹھانے پر ہاتھ کاٹ دیا جائے اور غصے میں ٹھوکر مارنے والے پاؤں قطع کر دیا جائے۔ شودر اگر کسی برہمن کی نشست پر (محض) بیٹھنے کی کوشش (بھی) کرے تو اس کے کولہے داغ دیے جائیں گے یا بادشاہ اس کے کولہوں پر شگاف لگوائے گا۔ اگر کوئی اونچی ذات والے (یعنی برہمن) پر تحقیر سے تھوکے تو اس کے ہونٹ کٹوا دیے جائیں، پیشاب کرنے کی صورت میں عضو تناسل، اور اگر اس کی طرف ریح خارج کرے تو مقعد کٹوا دی جائے گی، اگر کوئی برہمن پر ہاتھ ڈالتا ہے تو بادشاہ بلا جھجک اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے، پاؤں، داڑھی، گردن، یا غصے پر ہاتھ ڈالنے کا بھی یہی انجام ہونا چاہیے۔"[۳۳]

"اگر شودر تین اعلیٰ ذاتوں میں سے کسی کی ذات یا شخصیت کا گستاخانہ ذکر کرتا ہے تو لوہے کی سرخ گرم دس انگل لمبی کیل اس کے منہ میں گھسیڑ دی جائے گی۔ اگر وہ برہمن کو اس کے فرائض یاد دلائے تو بادشاہ اس کے کان اور منہ میں گرم تیل ڈالوا دے۔"[۳۴]

---

[۲۸] منو دھرم شاستر، باب ۸-۳۵، شلوک ۳۸۔

[۲۹] منو دھرم شاستر، باب ۸، شلوک ۴۰۹۔

[۳۰] منو دھرم شاستر، باب ۱۰، شلوک ۱۲۹۔

[۳۱] منو دھرم شاستر، باب ۸، شلوک ۴۰۶۔

[۳۲] منو دھرم شاستر، باب ۳، شلوک ۲۴۰۔

[۳۳] منو دھرم شاستر، باب ۸، شلوک ۲۷۶-۲۷۲۔

[۳۴] منو دھرم شاستر، باب ۸، شلوک ۲۶۴-۲۶۳۔

"شودر کو صلاح نہیں دینی چاہیے اور نہ ہی اپنے کھانے کا جوٹھا یا دیوتاؤں کی بھینٹ کیا گیا کھانا اسے دینا چاہیے۔ اسی طرح اسے مذہبی تعلیم بھی نہیں دینی چاہیے۔"[35] "شودر کو قتل کرنے کی صورت میں برہمن یہی (مذکورہ) عمل چھ ماہ تک کرے گا۔ وہ ایک برہمن کو دس فیصد گائیں اور بیل بھی دے سکتا ہے۔ بلی، نیل، کنٹھ، مینڈک، کتے، اُلو اور کوے کو ہلاک کرنے کا کفارہ بھی شودر کے قتل کے کفارہ جیسا ہے۔"[36]

"کسی شودر کو برہمن کی میت نہ اُٹھانے دی جائے خصوصاً جب اس کی ذات کے لوگ موجود ہوں۔ غیر برہمن کے ہاتھ کا لمس (مرنے والے کی) جنت کو برباد کر دیتا ہے۔"[37] "شودر کو مذہبی تعلیمات سکھانے والا یا اسے سبق دینے والا اس (شودر) کے ساتھ ہی اسمیرت نامی دوزخ میں جائے گا۔"[38]

ان مذکورہ بالا تمام اقتباسات میں شودر پر ظلم و ستم اور نیچ ذات کے طور پر احکامات ذکر کیے گئے ہیں کہ شودر کے اعضاء بھی کٹوائے جاسکتے ہیں، ان کو لوہے داغے جاسکتے ہیں، ان کی مقعد کاٹی جاسکتی ہے، ان کی میت کو ہاتھ لگانے سے اس کی جنت حرام ہو جاتی ہے، ان کو مذہب کی تعلیم نہیں دی جائے گی۔ یہ تمام امور غیر انسانی سلوک کی مثل ہیں۔

۴.۱۴ اچھی یا بری پیدائش

ہندو مت میں چال چلن کی بنیاد پر اچھی یا بری پیدائش کا تصور موجود ہے۔ جیسا کہ اپنشد میں ہے: "جن لوگوں کا چال چلن یہاں دنیا میں اچھا ہوتا ہے وہ اچھی جون (پیدائش) پاتے ہیں مثلاً برہمن، کشتری یا ویش بن کر پیدا ہوتے ہیں لیکن جن کے چال چلن یہاں بُرے ہوتے ہیں وہ کتے، خنزیر یا چنڈال کی طرح برے جون میں آتے ہیں۔"[39] اس اقتباس کے مطابق جس انسان کے چال چلن اچھے ہوں گے وہ دوسرے جنم میں اچھی صورت میں ہوں گے اور اس ضمن کو تین اعلیٰ ذاتوں کو لایا گیا ہے جبکہ شودر کو ابتدا سے ہی کتے، خنزیر یا چنڈال وغیرہ کی صورت میں لایا گیا ہے جو کہ انسانی تقاضوں اور عزت و احترام کے بالکل منافی ہے۔

۴.۵ انسانیت کی ابتدا

ہندو مت کے مطابق انسانیت کی ابتدا کے بارے میں عجیب و غریب قصہ ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے: "پہلے آدمی کے ایک ہزار سر تھے اس کی ایک ہزار آنکھیں تھی اور اس کے ہزار پاؤں تھے وہ پوری زمین کو گھیرے ہوئے تھا۔ زمین اس کی دس انگلیوں کے برابر تھی۔ پہلا آدمی ہی سب کچھ ہے، وہی سب کچھ تھا اور وہی سب کچھ ہو گا۔ وہ لافانیت کا حکمران ہے لافانیت ہی اس کی عظمت کا پیمانہ ہے لیکن وہ اپنے اس عظمت کے پیمانے سے بھی بڑا اور عظیم ہے۔ دُنیا کی تمام مخلوق اس کے ایک چوتھائی سے زیادہ نہیں جبکہ تین چوتھائی مخلوق سورگ میں رہتی ہے جو کہ لافانی ہے

[35] **منو دھرم شاستر**، باب ۴، شلوک ۷۹۔

[36] **منو دھرم شاستر**، باب ۱۱، شلوک ۱۳۲۔

[37] **منو دھرم شاستر**، باب ۵، شلوک ۱۰۴۔

[38] **منو دھرم شاستر**، باب ۴، شلوک ۸۰۔

[39] **اپنشد**، ادھیائے ۵، کھنڈ ۱۰، شلوک ۷ بحوالہ ہندو مت کا تفصیلی مطالعہ، ۲۸۷۔

یہاں سے یہ مخلوق تمام سمتوں میں پھیل جائے گی۔"[40] اس اقتباس کے مطابق انسانیت کی ابتدا کو ایک عجیب قصہ کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے جو بالکل انسانی اوصاف اور تکریم کے منافی ہے۔

۴.۶ خواتین کی تنقیص

ہندو مت میں خواتین کے حقوق اور عزت میں نقص اور کمی کی داستانیں بھی موجود ہیں جو درج ذیل ہیں: "شودر بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنے والا برہمن (مرنے کے بعد) جہنم میں جائے گا۔ اگر اس بیوی سے اولاد پیدا ہو جاتی ہے تو وہ برہمن کے درجے سے گر جاتا ہے۔ جو شخص دیوتاؤں اور پتروں کے چڑھاوے میں اپنی (شودر) بیوی کی مدد لیتا ہے۔ اس کا (چڑھاوا اور بھینٹ) قبول نہیں ہوتیں اور (وہ شخص) سورگ (بہشت) میں داخل نہیں ہو سکتا۔ شودر عورت کے لبوں کا بوسہ لینے، اپنے گالوں کو اس کی سانسوں سے داغدار کرے اور اس میں سے اولاد نرینہ پیدا کرنے کے گناہوں کی تلافی کسی شاستری میں درج نہیں"[41] بیوی حاملہ ہو تو اس کے پاس نہ جائے خواہ خواہش سے پاگل ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہی اس کے ساتھ ایک چارپائی پر سوئے۔ اس لیے کہ حیض سے آلودہ عورت مرد کی عقل، توانائی، قوت اور ابصارت تباہ کر دیتی ہے۔ (اس حالت میں) اپنی بیوی سے پرہیز کرنے کی صورت میں اس کی عقل، توانائی، زور اور بصارت بڑھتی ہے۔ نہ اپنی بیوی کے پاس بیٹھ کر کھائے اور نہ ہی اسے کھاتے، چھینکتے، جمائی لیتے اور لاپروائی سے بیٹھا دیکھے۔"[42] واضح کیا جاتا ہے کہ ایک شودر کی بیوی محض ایک شودر عورت (ہو سکتی) ہے۔ جبکہ ایک ویش کی بیویوں میں سے ایک اس کی ہم مرتبہ یعنی ویش اور دوسری شودر ہو سکتی ہے۔ کھشتری کی (بیویوں میں) سے ایک اس کی ہم مرتبہ اور دوسری ویش یا شودر ہو سکتی ہے۔ جبکہ براہمن کی (بیویوں) میں سے ایک اس کی ہم ذات اور باقی کھشتری، ویش یا شودر ہو سکتی ہیں۔"[43] جب پہلی تین ذاتوں کے مرد اپنی حماقت میں نیچ ذات (شودر) بیویاں کر بیٹھتے ہیں تو جلد ہی اپنے اہل خانہ کے لیے باعث عار بنتے ہیں۔ ان کی اولاد بھی شودروں سے چلنے والی دوغلی نسل بن جائے گی۔"[44]

ان مذکورہ بالا اقتباسات میں خواتین کے حقوق میں نقص بھرے جملے کیے گئے ہیں خصوصاً شودر عورتوں کے ساتھ تو بالکل غیر انسانی سلوک روا رکھا گیا ہے اور فطری طور پر ایام مخصوصہ کو ایک عار اور نفرت کی صورت میں پیش کیا گیا ہے جو کہ بالکل غلط رویہ اور تصور ہے۔

۴.۷ گواہی لینے کا طریقہ

ہندو مت میں ذات پات کی اعلیٰ اور نیچ تقسیم کی طرح گواہی لینے کا بھی طریقہ اسی اعتبار سے موجود ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے: "برہمن سے گواہی لیتے ہوئے مخاطب ہو، بتلایئے کھشتری سے (آغاز کلام میں کہے) "سچ کہو" اور ویش کو تنبیہ کرتے ہوئے اس سے گائے، سونے اور اناج کی قسم لے کر پوچھے جبکہ شودر کو (ہر اس جرم) کی دھمکی دے کر پوچھے جو اسے ذات باہر کر دے"[45] اس اقتباس کے مطابق گواہی

---

[40] رابرٹ ڈی ویئز، ہندو مت: تاریخ، عقائد اور فلسفہ (مترجم: ملک اشفاق بک ہوم، لاہور، ۲۰۰۷ء) ۳۱-۳۰۔

[41] منو دھرم شاستر، باب ۳، شلوک ۱۹-۱۷۔

[42] منو دھرم شاستر، باب ۴، شلوک ۴۲-۳۹۔

[43] منو دھرم شاستر، باب ۳، شلوک ۱۳۔

[44] منو دھرم شاستر، باب ۳، شلوک ۱۵۔

[45] منو دھرم شاستر، باب ۸، شلوک ۸۸۔

لینے کے لیے چاروں طبقات کو پکارنے، بلانے کے علیحدہ علیحدہ طریقے رائج ہین جس کے مطابق شودر کو ہر قسم کی دھمکی دی جاسکتی ہے جبکہ باقی اعلیٰ ذاتوں کو اچھے طریقے سے بلا کر ان سے گواہی لی جائے گی۔

۴.۸ جرمانوں یا سزاؤں میں فرق

ہندومت میں ذات پات کے نظام کی تقسیم کی طرح جرمانوں اور سزاؤں میں کمی اور زیادہ کے ک اعتبار سے یا سختی اور نرمی کے اعتبار سے تقسیم موجود ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے: برہمن کو ویش کی ہتک عرفی پر پچاس پن، ویش (کی صورت میں) یہ جرمانہ پچیس پن جبکہ شودر کی صورت میں بارہ پن ہو گا۔ اگر برہمن، کھشتری یا ویش اپنے برابر والوں کی ہتک عرفی کے مرتکب ہوتے ہیں تو انہیں بھی بارہ پن جرمانہ ہو گا، نازیبا کلام کی صورت میں یہی جرمانہ دوگنا ہو جائے گا۔ برہمن، کھشتری یا ویش کے ساتھ بدکلامی کے مرتکب ویش کی زبان کاٹ دی جائے گی۔ اگر شودر تین برتر ذاتوں میں سے کسی ذات یا شخصیت کا ذکر گستاخانہ کرتا ہے تو لوہے کی سرخ گرم دس انگلی لمبی کیل اس کے منہ میں گھسیڑ دی جائے گی۔ اگر وہ گستاخانہ انداز میں برہمن کو اس کے فرائض یاد دلائے تو بادشاہ اس کے کان اور منہ میں گرم تیل ڈلوا دے۔[۴۶] پنچ ذات اپنے جس عضو سے تین اونچی (ذاتوں) کے شخص پر حملہ کرے گا، وہ عضو کاٹ دیا جائے گا، یہی منو کا فیصلہ ہے۔ ہاتھ یا چھڑی اُٹھانے والا کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، غصے میں ٹھوکر لگانے والے کا پاؤں قطع کر دیا جائے گا۔ کم ذات کسی اونچی ذات والے کی نشست پر بیٹھنے کی کوشش کرے تو اس کے کولہے داغ دیئے جائیں گے یا (بادشاہ) کولہوں پر شگاف لگوائے گا۔ اگر کوئی اونچی ذات والے (یعنی برہمن) پر تحقیر سے تھوکے تو اس کے ہونٹ کٹوا دیے جائیں، پیشاب کرنے کی صورت میں عضو تناسل، اور اگر اس کی طرف ریح خارج کرے تو مقعد کٹوا دی جائے گی۔ اگر وہ کسی (ارفع) کے بالوں پر ہاتھ ڈالتا ہے تو بادشاہ بلا ہچکچاہٹ اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے (ارفع ذات والے) کے پاؤں، داڑھی، گردن یا خصیے پر ہاتھ ڈالنے کا بھی یہی انجام ہونا چاہیے۔[۴۷]

اس اقتباس کے مطابق سب سے سخت سزائیں / شودر کے لیے ہیں جبکہ اس سے کم ویش کی ہیں جو کہ انسانیت اور جرمانے کی برابری اور انصاف کے اصولوں کے بالکل خلاف ہے۔

۴.۹ وراثت کی غیر منصفانہ تقسیم

ہندومت میں وراثت کی تقسیم بھی ذات پات کی تقسیم کے اعتبار سے ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے: "پہلی بیوی سے پیدا ہونے والے بیٹے کو اس کا اضافی حصہ بیلوں میں سے بہترین کی شکل میں ملے گا، باقی بیلوں میں سے بہترین باقی بیٹوں کو ان کی ماؤں کے مراتب کے اعتبار سے ملیں گے۔ لیکن سب سے بڑی بیوی سے پیدا ہونے والے سب سے بڑے بیٹے کو پندرہ گائیں اور ایک بیل ملے گا جبکہ باقی (بچ جانے والے) مویشیوں میں سے دوسرے بیٹوں کو ان کی ماؤں کے درجات کے مطابق حصہ ملے گا۔ بیویاں ایک ذات کی ہوں اور ان میں سے کسی میں کوئی صفت امتیازی نہ ہو تو بیٹوں کو ماؤں کے درجات کے حوالے سے کوئی ترجیح حاصل نہ ہو گی درجے کی برتری پیدائشی ہے۔[۴۸]

---

[۴۶] منودھرم شاستر، باب ۸، شلوک ۲۶۴-۲۶۰۔

[۴۷] منودھرم شاستر، باب ۸، شلوک ۲۷۶-۲۷۲۔

[۴۸] منودھرم شاستر، باب ۹، شلوک ۱۲۵-۱۲۳۔

کسی برہمن کی برہمن، کھشتری اور ویش بیویوں میں سے کوئی اولاد ہو یا نہ شودر بیوی کے بیٹے کو دسویں سے زیادہ حصہ نہیں ملے گا۔ کسی برہمن، کھشتری اور ویش کی شودر بیوی کے بیٹے کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، جو کچھ باپ دیتا ہے وہ اسی پر رضامند ہو جائے گا۔ برہمن، کھشتری اور ویش کے تمام بیٹے جو ایک ذات کی بیویوں سے ہوں یکساں حصہ پائیں گے، سب سے بڑے بیٹے کو البتہ ایک حصہ زیادہ ملے گا۔ چونکہ ایک شودر صرف اپنی قوم سے شادی کر سکتا ہے اور کسی سے نہیں، شودر بیوی سے خواہ ایک سو بیٹے بھی پیدا ہوں انہیں یکساں حصے ملے گے۔[49] برہمن کا ترکہ بادشاہ نہیں لے سکتا، یہ طے شدہ قاعدہ ہے؛ لیکن دوسری ذاتوں کے مرحومین (کی جائیداد) ورثاء کی عدم موجودگی یا نااہلی کی صورت میں بادشاہ لے گا۔[50]

ان مذکورہ بالا اقتباسات کیے تناظر میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وراثت کی غیر منصفانہ تقسیم کا مکمل نظام موجود ہے جس میں سب سے زیادہ فوائد برہمن کو ہوتا ہے کہ اس کے ترکہ کو بادشاہ بھی نہیں لے سکتا اور سب سے زیادہ نقصان شودر کا ہوتا ہے حالانکہ یہ نظام منصفانہ اور انسانی تقاضوں کے مطابق ہونا چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے۔

۵. خلاصہ بحث

اسلام اور ہندومت میں تکریم انسانیت کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کے تقابل کے طور پر درج ذیل نکات پیش خدمت ہیں: ہندو مت میں انسانیت کو چار طبقات میں تقسیم کیا گیا ہے جبکہ اسلام میں ایسی تقسیم ہرگز نہیں ہے۔ ہندومت میں ذاتوں کے طبقات کے لحاظ سے ان کی ذمہ داریاں بھی تقسیم کی گئی ہیں جبکہ اسلام میں ایسا نہیں ہے کوئی کام کسی گروہ یا طبقہ کے ک ساتھ خاص بالکل نہیں ہے۔ ہندومت میں برہمن کو خصوصی احکامات اور خاص فضیلتیں حاصل ہیں جبکہ اسلام فضیلت اور برتری کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ ہندومت میں شودر پر مظالم کی لازوال داستانیں موجود ہیں جبکہ اسلام میں حرمت مال وخون کے خصوصی احکامات موجود ہیں جو ہر کسی کو حاصل ہیں۔ ہندومت میں طبقات کی تقسیم کے لحاظ سے دوبارہ اچھے یا برے جیون اور زندگی کا تصور موجود ہے جبکہ اسلام میں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہندومت میں خواتین کی عزت واحترام میں کمی کے اقوال اور تعلیمات موجود ہیں جبکہ اسلام میں خواتین کی عزت واحترام اور شان کی تعلیمات موجود ہیں۔ ہندومت میں طبقات کی تقسیم کے لحاظ سے گواہی لینے کے مختلف طریقے موجود ہیں جبکہ اسلام نے ایسا کوئی خاص طریقہ کار وضع نہیں کیا ہے۔ ہندومت میں وراثت کی تقسیم کا ایک نظام موجود ہے جس کی بنیاد سراسر طبقاتی تقسیم پر منحصر ہے اس لیے اس میں بھی انصاف کے تقاضوں کا خیال نہیں رکھا گیا ہے جبکہ اسلام میں وراثت کی تقسیم کا بڑا خوب صورت اور بہترین نظام موجود ہے جس میں انصاف کے تقاضوں کا مکمل خیال رکھا گیا ہے۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اسلام میں تکریم انسانیت کی بہترین تعلیمات اور نظام موجود ہے جبکہ ہندومت میں ایسا نظام موجود نہیں ہے۔

---

[49] **منودھرم شاستر**، باب ۹، شلوک ۱۵۷-۱۵۴۔

[50] **منودھرم شاستر**، باب ۹، شلوک ۱۸۹۔

کتابیات

ابنِ کثیر، اسماعیل بن عمر، ابو الفداء، **تفسیر القرآن العظیم** (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

ابو حیان، محمد بن یوسف، الاندلسی، **البحر المحیط** (دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۰ھ)

ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی، **سنن ابی داؤد** (المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ن م)

اپنشد، مترجم: شنکر بھاشیہ (نگارشات پبلشرز، لاہور، ن۔م)

الالبانی، محمد ناصر الدین، ابو عبد الرحمان، **سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ** (مکتبۃ المعارف، الریاض، ۱۹۹۵ء)

الالبانی، محمد ناصر الدین، ابو عبد الرحمان، **سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ** (مکتبۃ المعارف، الریاض، ۲۰۰۵ء)

البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، **الجامع الصحیح** (دار طوق النجاۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ)

الترمذی، محمد بن عیسی، ابو عیسیٰ، **سنن الترمذی** (دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۸ء)

الجوھری، اسماعیل بن حماد، ابو نصر، **الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ** (دار العلم، بیروت، ۱۹۸۷ء)

رابرٹ ڈی ویئر، ہندومت: تاریخ، **عقائد اور فلسفہ** (مترجم: ملک اشفاق بُک ہوم، لاہور، ۲۰۰۷ء)

سوامی، دھرم تیر تھ، **ہسٹری آف ہندو ایمپیریل ازم** (بیتھ بُک ٹرسٹ، ۱۹۲۱ء)

الطبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، **جامع البیان عن تاویل آی القرآن** (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۶ء)

الغزالی، محمد بن محمد، ابو حامد، **المقصد الاسنی** (مکتبۃ الجفان والجابی، قبرص، ۱۹۸۷ء)

القرطبی، محمد بن احمد، ابو عبد اللہ، **الجامع لاحکام القرآن** (دار الکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۹۶۴ء)

القزوینی، احمد بن فارس، ابو الحسین، **مقاییس اللغۃ** (دار الفکر، بیروت، ۱۹۷۹ء)

محمد شارق، **ہندومت کا تفصیلی مطالعہ** (کتاب محل، لاہور، ن۔م)

مسلم بن الحجاج، ابو الحسن، **صحیح مسلم** (دار احیاء التراث العربی، بیروت، ن م)

منو، **منو دھرم شاستر**، مترجم: ارشد رازی (نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۷ء)

نارائن، آر۔کے، **مہابھارت**، مترجم: نعیم احسن (نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۳ء)